دورِ جدید میں قرآنِ حکیم کا ایک لازوال اور محیر العقول

علمی، سائنسی اور ایٹمی معجزہ

قرآنِ حکیم کی الہامی حیثیت کے انکار پر معروفِ زمانہ یہودی مستشرق
اینی میری شمل اور علامہ یوسف جبریل کے درمیان قرآنِ حکیم کے
اس اہم موضوع پر یادگار مذاکرے کی تفصیل و روئیداد

تحریر
علاّمہ محمد یوسف جبریل رحمۃ اللہ علیہ

آیاتها ۹ ۱۰۴ سُورَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۲ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ﴿۱﴾

۱۔ ہر اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو (روبرو) طعنہ زنی کرنے والا ہے (اور پسِ پشت) عیب جوئی کرنے والا ہے۔

الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ﴿۲﴾

۲۔ (خرابی اور تباہی ہے اس شخص کے لئے) جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے۔

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ﴿۳﴾

۳۔ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی دولت اسے ہمیشہ زندہ رکھے گی۔

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿۴﴾

۴۔ ہرگز نہیں! وہ ضرور حطمہ (یعنی چورا چورا کر دینے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿۵﴾

۵۔ اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ حطمہ (چورا چورا کر دینے والی آگ) کیا ہے؟

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ﴿۶﴾

۶۔ (یہ) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ﴿۷﴾

۷۔ جو دلوں پر (اپنی اذیت کے ساتھ) چڑھ جائے گی۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۸﴾

۸۔ بے شک وہ (آگ) ان لوگوں پر ہر طرف سے بند کر دی جائے گی۔

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾

۹۔ (بھڑکتے شعلوں کے) لمبے لمبے ستونوں میں (اور ان لوگوں کے لئے کوئی راہِ فرار نہ رہے گی)۔

دورِ جدید میں قرآنِ حکیم کا ایک لازوال اور محیرالعقول سائنسی اور ایٹمی معجزہ

معروفِ زمانہ یہودی مستشرق اینی میری شمل اور حضرت علامہ محمد یوسف کے درمیان قرآنِ حکیم کے غیر الہامی ہونے کے اہم موضوع پر یادگار مذاکرے کی تفصیل و روئیداد:

ستمبر 1963ء کا واقعہ ہے۔ انہی دنوں مائینڈ آف دی قرآن (Mind of the Quran) کی سات جلدوں کی اشاعت کے لئے کسی پبلشر کی تلاش میں لاہور گیا ہوا تھا۔ دنیائے علم و ادب سے گریزاں چالیس برس، پوشیدہ و نہاں، صحرائے جستجو میں سرگرداں اور بحرِ تحقیق میں ہمہ تن غرق، طویل المیعاد علمی کدو کاوش اور تلاشِ حق کے ایک تنہا مسافر کی حیثیت سے میں اس جہانِ رنگ و بو کا ایک غیر متعارف ترین شخص تھا۔ اور اس پر میری دقیانوسی وضع قطع، اور عامیانہ ہئیت کذائی مستزاد، معلوم ہوا کہ دنیا کا ہر شخص جوہری نہیں ہوتا۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جوہر کو بروئے کار لانے کے لئے بھی ظاہر داری کو کافی دخل ہوتا ہے۔ چند دنوں میں جن اہلِ نظر حضرات نے میری کاوش کو نظرِ استحسان سے دیکھا۔ اور مجھے اپنی نگاہِ

التفات سے نوازا۔ ان کو انگلیوں پر گنا جا سکتا تھا۔ مثلاً علامہ علاؤالدین صدیقی، ڈاکٹر سید عبداللہ، آقا بیدار بخت۔ ڈاکٹر جاوید اقبال۔ پروفیسر علم الدین سالک۔ جناب صدیقی صاحب لائبریرین دیال سنگھ لائبریری، پرفیسر خالد عباس، ڈاکٹر وحید قریشی اورا ظہر جاوید وغیرہ وغیرہ۔ اوران حضرات کی نگاہِ جان نواز کا کرشمہ سمجھئے۔ ورنہ علم کا بحرِ ذخار جوایک مسکین کے حقیر سینے میں متلاطم تھا۔ اہلِ زمانہ کی کم نگاہی کے سبب منجمد ہوکر برف کا ایک کوہِ گراں ہو کے رہ جاتا۔ اور میں اس پہاڑ کی قبر ہوتا۔ تاہم مائینڈ آف دی قرآن (Mind of the Quran) منصۂ شہود پر نہ آسکا۔ یہ علامہ علاؤالدین صدیقی تھے۔ جن کے مکان پر مجھے شرفِ ہم نشینی حاصل تھا۔ صیہونیت زیرِ بحث تھی۔ بعض دوسرے اسلامی مسائل اور دورِ حاضر میں مسلمانوں کا کردار بھی ضمناً درپیش تھا۔ علامہ صاحب محوِ جستجو تھے۔ اور میں جوش و مستی کے عالم میں بعض دفعہ ناممکنات کی حدوں کو چھو جاتا۔ میں مسلمانوں کو قرونِ اولیٰ کی سطح پر دیکھنے کا متمنی تھا۔ علامہ صاحب حد درجہ کے زیرک اور فہیم عالم دین تھے۔ آٹھ بجے صبح کے بیٹھے شام کے چار بج گئے۔ میں اجازت کے لئے اٹھا۔ تو فرمایا۔ کہ برادر بیٹھو۔ ایک نسلاً جرمن مذہباً یہودی فاضلہ عورت لاہور میں وارد ہے۔ چھ تقریریں پنجاب یونیورسٹی میں کر چکی ہے، بدھ کے روز

تین سے پانچ بجے تک اس کی آخری تقریر ہے۔قرآنِ حکیم، انجیل، توریت، اور زبور پر عبور رکھتی ہے۔ اسلامی دنیا کے دورے پر ہے۔ جملہ اسلامی ممالک سے ہوتی ہوئی لاہور پہنچ چکی ہے۔ یہاں سے دہلی اور پھر تمام دنیا کے گرد چکر لگا کر واپس جرمنی جائے گی۔ برادر! اس علمی بصیرت اور قرآنی نور کے پیشِ نظر جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمایا ہے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ یہ میرا خصوصی کارڈ ہے۔ میں ہر روز بیس بائیس چوٹی کے عالم بدل بدل کر مدعو کرتا ہوں۔ باری باری چار پادریوں کو بھی بلا لیتا ہوں۔ کیونکہ عیسائی اور یہودی ایک دوسرے کے محرم ہوتے ہیں۔عوام کو ہم لوگ اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی مشتعل ہوکر ایسی حرکت کر بیٹھے جو ہمارے لئے باعثِ رسوائی ہو، دنیا کہے کہ قلم کا جواب قلم سے نہ دے سکے اور اپنے ہتھیاروں پر اتر آئے۔۔عورت کیا ہے آفت کا پرکالہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جناب علامہ صاحب ! اس کا موضوع کیا ہے؟ فرمایا کہ قرآنِ حکیم کی الہامی حیثیت کی منکر ہے اور ثبوت کے لئے قرآنِ حکیم پر نکتہ چینی کرتی ہے۔ میں نے کارڈ لیا۔اجازت چاہی اور رخصت ہوگیا۔ راستے میں سوچتا گیا۔ کہ کس خوبی سے اسلام کی جڑ پر کلہاڑی چلائی جارہی ہے۔اگر ایک نبی کا نعوذ باللہ ایک جھوٹ ثابت ہو جائے۔تو پھر رہتا

ہی کیا ہے۔ساری عمارت ہی دھڑام سے نیچے آ جاتی ہے۔

بدھ کے روز حسبِ وعدہ ٹھیک پونے تین بجے میں یونیورسٹی پہنچ گیا۔ پہلی صف کے بائیں طرف مجھے سیٹ ملی، وہاں بیٹھ گیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا بیس بائیس اچھے مشخص علماء کرام تشریف فرما تھے۔ دائیں جانب ایک کونے میں چار پادری بھی گون پہنے ننگے سر نظر پڑے۔ علامہ صاحب صدارت کی کرسی پر براجمان تھے۔ ٹھیک تین بجے فاضلہ تشریف لائیں۔ عورت کیا آئی۔ ایک طوفان آ گیا۔ ہر طرف خوف وہراس کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ صدر صاحب سے اجازت مانگی اور یہ جا اور وہ جا۔ تابڑ توڑ تازیانے برسانے شروع کر دیے۔ انگریزی زبان پر حیران کن دسترس تھی اور ہم گرتے پڑتے میانوالی پہنچتے تو وہ روس کی سرحدوں کو چھو رہی ہوتی تھی۔ بعض باتوں کے جواب ہمیں معلوم ہوتے تھے۔ مگر وہ ہمیں موقع کب دیتی تھی۔ اس طرح ایک گھنٹہ گزر گیا، گھڑی نے چار بجائے۔ ہماری تقدیر لکھنے میں ایک گھنٹہ باقی تھا۔ پریشانی کے عالم میں علامہ صاحب کرسیِ صدارت کو گھسیٹتے ہوئے میری جانب آ بیٹھے۔ میں نے

پوچھا۔ کیوں علامہ صاحب! فرمانے لگے ''برادر تو بھی خاموش یہ علماء کرام بھی خاموش پادری بھی خاموش۔ میں بحیثیت صدر کچھ پوچھنے کا مجاز نہیں''۔ میں نے عرض کیا۔ ''علامہ صاحب قرآنِ حکیم آپکا ہے؟'' فرمانے لگے ''نہیں'' میں نے عرض کیا ''تو میرا ہوگا؟'' انہوں نے فرمایا۔ ''نہیں تمہارا بھی نہیں''۔ میں نے عرض کیا۔ ''کہ ان علمائے کرام کا ہوگا'' تو انہوں نے فرمایا۔ ''نہیں ان کا بھی نہیں''۔ ''تو پھر ان پادریوں کا ہوگا؟''۔ کہا ''ان کا بھی نہیں''۔ میں نے عرض کیا ۔ ''علامہ صاحب! قرآنِ حکیم جس کا ہے۔ وہ اس کی خود حفاظت کرے گا''۔اس دوران جو علامہ صاحب نے کرسی گھسیٹی اور میرے اور علامہ صاحب کے درمیان کچھ کھسر پھسر ہوئی۔ تو محترمہ کی توجہ اپنی تقریر سے ہٹ گئی۔ وہ حیران تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ ادھر میں اس ایک گھنٹہ کے دوران یہ محسوس کر چکا تھا کہ اس عورت کو بحث میں الجھانا سراسر حماقت ہے۔ بحث میں کب کسی بات کا فیصلہ ہوا ہے۔ البتہ کوئی ایسی صورت پروردگار پیدا کر دے کہ یہ عورت پابہ زنجیر ہو کر رہ جائے۔ اور خود بولے کہ ہاں میں لاجواب ہوں۔

میرے دماغ میں ایک بجلی سی کوندی۔ اور میں اٹھ کھڑا ہوا۔ بات چیت انگریزی میں ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ مادام! معذرت خواہ ہوں۔ میں نے گذشتہ چھ تقریروں میں کچھ نہیں سنا۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے کیا کہا۔ البتہ آج کی تقریر کے اس گھنٹے کا روادر ہوں مگر جو کچھ میں نے اس ایک گھنٹے کے دوران سنا اس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآنِ حکیم کی الہامی حیثیت سے منکر ہیں۔ یعنی یہ تو آپ مانتی ہیں کہ قرآنِ حکیم ایک اچھی کتاب ہے۔ اس میں نصیحت بھی ہے کچھ قانون بھی ہے لائحہ عمل بھی ہے۔ اور چند پرانے لوگوں کی مثالیں بھی ہیں مگر آپ ماننے کو تیار نہیں کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ نے عرش سے فرشتے کے ذریعے ہمارے نبیِ امی فداہ ابی و امی حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا۔ کہنے لگیں۔ ''ہاں بالکل ٹھیک ہے یہی میری منشاء ہے''۔ میں نے کہا۔ ''مادام! میں کسی بحث میں آپ کو ہرگز الجھانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ دل کی گفتگو دل سے ہونی چاہیے۔ دو ضمیروں کی گفتگو ہو گی''۔ کہنے لگی۔ ''بیان جاری رکھیے''۔ میں نے عرض کیا۔ ''مادام! اگر قرآنِ حکیم جیسا کہ آپ کا

خیال ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے خود لکھا تھا۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ وقت کے کسی دور میں یا دنیا کے کسی حصے میں اگر کوئی شخصیت ایسی ابھرتی۔ جس کی علمی قابلیت اس پائے کی ہوتی۔ جیسی ہمارے نبی کریم ﷺ کی تھی۔ تو دنیا کے سامنے ایک اور قرآنِ حکیم پیش کر دیا جاتا''؟ کہنے لگیں۔ ''عین ممکن ہے''۔ میں نے عرض کیا۔ ''کہ ایسا ہوا تو نہیں''۔ مگر چلئے محترمہ! ''بتایئے کہ قرآن حکیم کب نازل ہوا؟ یا آپ کے نظریہ کے مطابق قرآن حکیم کو کب ہمارے نبی کریم ﷺ نے لکھا''۔ کہنے لگیں۔ ''ٹھیک تیرا سواسی برس پہلے''۔ میں نے سوال داغ دیا۔ ''کہ ایٹم بم کب بنا''؟ کہنے لگیں۔ ''سن 1945ء میں دو دانے ناگاساکی اور ہیروشیما پر پھینکے گئے''۔ میں نے عرض کیا۔ ''قرآن حکیم لکھا گیا تیرہ سواسی برس پہلے۔ ایٹم بم گرائے گئے سال 1945 میں۔ کہنے لگیں۔ ''ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ ''محترمہ! ان دو تاریخوں میں کچھ فاصلہ ہے''؟ جواباً کہا۔ ''بیچ میں صدیاں پڑی ہیں۔'' میں نے عرض کیا۔ ''محترمہ! اپنے ضمیر میں جھانک کر جواب دیں۔ کہ کیا کسی انسان کے لئے یہ ممکن ہے کہ تیرہ

سواسی برس پہلے بدووں کے ملک میں۔ مکے کے شہر میں (ایک ان پڑھ شخص نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفی ﷺ جن کے متعلق آپ کے دانش ور طبقے کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قطعاً ان پڑھ تھے۔انہوں نے نہ کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ نہ ہی کوئی کتاب پڑھی۔ نہ ہی اپنے ہاتھ میں کبھی قلم لے کر کچھ لکھا۔ ایک کتاب لکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ عربی زبان میں ایک کتاب لکھتے ہیں۔اس کا نام قرآنِ حکیم رکھتے ہیں۔اوراس عربی قرآنِ حکیم میں انگریزی لفظ ایٹم (Atom) بھی لکھتے ہیں۔ یہ لفظ ایٹم یونانی لفظ اٹامس (Atomos) سے انگریزی سائنس دانوں نے اپنا کر بطور اصطلاح استعمال کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآنِ حکیم کا مصنف تھیوری آف اٹامزم (Theroy of Atomism) ڈیما کرٹس قبل مسیح کی ایٹمی تھیوری کے پچیس سوسالہ راز کا انکشاف کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بتا تا ہے کہ کس طریقے سے ایٹم بم اللہ تعالی کی مخلوق کو مارے گا اور جب چلے گا تو کیسی تصویر دیکھنے والوں کی نظر میں پیش کرے گا۔ یہی نہیں بلکہ بتا تا ہے کہ کن قوموں کو اللہ تعالیٰ اس عذابِ شدید

کا مستحق ٹھہرائے گا اور وہ کون سے خصائص ہیں جن کی بنا پر وہ بدنصیب قومیں اس عذاب کی مستحق ٹھہریں گی۔ یہ سب نو آئتوں اور چھتیس لفظوں میں قرآنِ حکیم نے بیان کیا ہے۔'' کہنے لگیں۔''یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کیا آپ کے حواس درست ہیں۔ عربی قرآن میں انگریزی لفظ ایٹم (Atom) اور پھر ایٹمی تھیوری کی تاریخ اور ایٹم بم کے دھماکے (Atomic Explosion) کی تصویر''؟ میں نے محسوس کیا کہ میرے پیچھے بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کی گردنیں کچھ بلند ہوگئی ہیں اور آنکھوں میں حیرت کے آثار ہیں۔ یہ لوگ تو سب چوٹی کے عالم ہیں۔ قرآنِ حکیم بچپن سے پڑھتے آئے ہیں۔ قرآنِ حکیم اور ایٹم بم؟ ان کے لیے بھی یہ انوکھی بات تھی۔ میں نے عرض کیا۔''مادام! میں کوئی پیشہ ور مداری نہیں۔ آپ بھی موجود۔ میں بھی موجود۔ قرآنِ حکیم بھی موجود۔ اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ بھی موجود۔ نظر بندی نہیں کروں گا۔ اور آپ کی آنکھوں سے سب کچھ قرآنِ حکیم میں دکھاؤں گا اور آپ اپنی زبان سے پکاریں گی کہ ہاں بے شک اللہ کا کلام ایک معجزہ ہے۔ اللہ کا کلام ایک بے نظیر کلام

ہے۔ نہ کوئی ایسا لکھ سکا ہے نہ ہی کوئی ایسا لکھ سکے گا''۔ ہر طرف سکوت چھا گیا۔ پھیلتی اور سکڑتی ہوئی پتلیوں کی کیفیت بھی فضا میں منعکس ہو رہی تھی۔ بالآخر میں نے مہرِ سکوت توڑی اور کہا۔ ''آپ پڑھیں سورۃ الھمزۃ''۔ کہنے لگیں۔ ''میں حافظ نہیں ہوں''۔ میں نے کہا۔ ''میں قرآنِ حکیم پڑھوں یا قرآن حکیم منگواؤں''؟ کہنے لگیں۔ ''آپ پڑھیں اگر غلط پڑھیں گے تو ٹوکوں گی میں قرآنِ حکیم جانتی ہوں''۔ اللہ کا نام لے کر میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ﴿۲﴾

یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ﴿۳﴾ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ﴿۴﴾

وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ ﴿۶﴾

الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ﴿۷﴾ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ ﴿۸﴾

فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ﴿۹﴾

میں نے کہا۔ ''مادام! یہ حطمہ کیا ہے؟ کہنے لگیں۔ ''آپ کے مفسرین

کرام یہ لکھتے ہیں کہ یہ ایک ایسا دوزخ ہے جس میں جو چیز ڈالو گے۔ ایٹم ایٹم ہو جائے گی۔ ذرہ ذرہ ہو جائے گی''۔ ''محترمہ!'' میں نے عرض کیا۔ یہ حطمہ اسم محل ہے اور اس کی جذر ہے ح ط م۔ حطم براہِ مہربانی آپ پکاریں۔ ایٹم''۔ محترمہ نے کہا ''حطم'' (جرمن لوگ بھی عربوں کی طرح ٹ کوت یا ط بولتے ہیں) میں نے عرض کیا۔ ''یہی حطم اس کی معنی ہیں ایٹم ایٹم ہو جانا۔ یہ ہے عربی حطم اور یہ انگریزی ایٹم۔ معنی دونوں کے ایک ہی ہیں اور یہ قرآنِ حکیم کا معجزہ ہے'' مگر آپ آگے چلیں۔ ''حطمہ'' کی دوسری ترکیب صرفی ہے۔ حَطَّمَ یعنی ط مشدد یعنی آپ کے ہاتھ میں شیشے کا ایک گلاس ہو اور آپ پوری طاقت کے ساتھ اسے چٹان پر دے ماریں۔ گلاس کے ٹکڑے ٹکرے ہو جائیں گے۔ عرب پاس کھڑا ہوگا۔ تو کہے گا حطمہ الغلاس۔ اس سے اگلی ترکیب ہے تحطم ط بدستور مشدد۔ اور لفظ کے شروع میں ت بڑھادی جاتی ہے۔ اس طرح لفظ کی قوت میں اضافہ ہوا یعنی آپ کے سامنے بارود کا ایک ڈھیر پڑا ہو، اور آپ اسے دیا سلائی دکھادیں اور وہ بارود ہر چیز کو لیتا ہوا بھک سے اڑ جائے۔ عرب پاس کھڑا ہو تو کہے گا تحطم البارود۔ اگلی ترکیب ہے۔ انحطام یعنی حطم حطم ہو جانا، ریزہ ریزہ ہو جانا۔ ذرہ ذرہ ہو جانا۔ کنایۃً عرب

لوگ کہتے ہیں۔حطام الدنیا یعنی فانی دنیا کی فانی چیزیں۔جوذرہ ذرہ ہوجانے والی ہیں اور پھر آخر میں حطام السفینہ ۔ تباہ شدہ جہاز کا انجر پنجر۔سمندر کے سینے پر تیرتے ہوئے جہاز کو دوسو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتا ہوا طوفان اچک کر ساحلی چٹانوں پر دے مارے اور جہاز کے پرخچے اڑجائیں۔یہی نہیں محترمہ! آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ادرك مالحطمه: اے میرے نبی ﷺ! تجھے کون جتواسکتا ہے۔کہ یہ حطمہ کیا ہے؟ مگر قرآنِ حکیم کسی بھی مضمون کو تشنہ نہیں چھوڑتا۔اللہ تعالیٰ اس کی مزید وضاحت فرماتا ہے۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ ۔یہ ایک آگ ہے اللہ کے ہاتھوں بھڑکائی ہوئی جو چڑھتی ہے دلوں تک"۔ "مادام!" میں نے پوچھا" یہ بتایئے ایٹم بم کس طرح سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو مارتا ہے۔کیا یہ عام بارودی بم کی طرح مارتا ہے یا کسی اور طریقے سے؟" کہنے لگیں۔ جہاں ایٹم بم پھٹتا ہے وہاں تیس میل کے رقبے سے کم وبیش اس بم کی طاقت کے مطابق ہوا کو باہر دھکیل دیتا ہے۔ جب یہ ہوا اپنی جگہ لینے کی لئے واپس لوٹتی ہے تو اس میں اتنی شدت ہوتی ہے کہ اگر اس کے راستے میں گاڑی کا انجن بھی رکھ دیا جائے تو اسے اٹھا کر دے مارتی ہے۔کیا بے چارہ انسان یا دوسرے ذی

روح حیوان۔ ہوا کا یہ شدید صدمہ پیٹ پر لگتا ہے اور دل کی شریانیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ناک اور منہ سے لہو جاری ہو جاتا ہے۔ اور انسان گھٹنوں کے بل گر جاتا ہے۔ صدمے کی وجہ سے سخت گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے انسان کا دل اور سینہ جل بھن جاتا ہے۔'' میں نے عرض کیا '' تو پھر اللہ تعالیٰ نے کس قدر سچی تصویر کھینچی ہے ﴿نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ ﴾ کی۔ یہی نہیں بلکہ آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انھا علیھم موصدہ ۔ یہ بند کی ہوئی ہے آگ ان پر'' میں نے عرض کیا۔'' محترمہ! کیا اس آگ سے نکل جانے کی صورت ہو سکتی ہے؟'' کہنے لگیں۔نہیں کوئی نہیں''۔ میں نے عرض کیا۔'' مادام! یہ آپ کے سامنے کیا ہے؟'' فرمایا'' میز''۔ میں نے کہا۔'' اگر میں اس پر ایک بم گرنیڈ یا دوسرا بم رکھ دوں تو وہ اگر بند کی ہوئی آگ نہیں تو اور کیا ہے۔ یاد رکھیں۔ جب قرآنِ حکیم نازل ہوا تو بارود کا وجود دنیا میں ہرگز نہیں تھا'' بارود کو تو بنے ہوئے تقریباً تین صدیاں ہوئیں اور قرآنِ حکیم کا نزول 1380 برس پہلے ہوا اور کیسی ہی اچھی تعریف ہے بم کی یعنی بند کی ہوئی آگ یعنی بم۔ ایٹم بم بھی بند کی ہوئی آگ ہی ہے۔'' کیا ایسی بات کبھی کسی انسان کی تصور میں آ سکتی تھی

مگر آگے چلیئے۔ ''فی عمد ممددہ ۔ لمبے لمبے ستونوں میں ۔ مادام ! آپ نے کبھی ایٹم بم چلتے ہوئے دیکھا ہے؟'' جواب دیا۔ '' نہیں'' ''تو تصویر تو ایٹم بم کی دیکھی ہو گی ؟'' کہنے لگیں۔ ''ہاں دیکھی ہے'' ''تو بتائیے کہ یہ کیسی ہوتی ہے؟'' کہنے لگیں۔ ''جہاں ایٹم بم پھٹتا ہے وہاں دھوئیں بلکہ ریڈیوایکٹوایشن کا ایک ستون اوپر کی جانب اٹھتا ہے اور تقریباً تیس میل یا کم وبیش اس ایٹم بم کی طاقت کے مطابق پہنچ کر سرے پر چھتری بنالیتا ہے۔ یہ ستون اٹھتے وقت گونا گوں اور بوقلموں رنگ بدلتا ہوا اٹھتا ہے۔ کبھی مرمر کبھی یاقوت کبھی زمرد کبھی نیلم کبھی سوسنی کہیں لال کہیں پیلا وغیرہ اور عجیب بہار دکھاتا ہے''۔ میں نے عرض کیا ''مادام ! آپ بیٹھی ہوں کوہ ہمالیہ کی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر جسے چند برس ہوئے سر جان ہنٹ کی پارٹی نے سر کیا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں ہوسوانچ قطر کا ٹیلی سکوپ اور پانی پت کے میدان میں جہاں ماضی میں کئی لڑائیاں لڑی گئیں۔ ایک ہزار مربع میں ایٹم بم اس طرح گاڑ دیئے جائے جس طرح کہ باغ میں مقررہ فاصلے پر درخت ہوتے ہیں اور کوئی انجینئر پیدا ہو جو ایک ترکیب سوچے کی یہ بے شمار ایٹم بم یک لخت بھک سے اڑ جائیں اور پھر ایک ہزار ستون نظر فریب ایک انداز دلربائی سے

رنگ بدلتے ہوئے تیس میل کی نظر فریب بلندی پر اٹھ کر چھتریاں
بنالیں تو آپ سمجھیں گی کہ کسی عظیم شہنشاہ کے لئے محل تعمیر ہورہا ہے۔
یا کوئی عظیم الشان تھیٹر کی عمارت بنائی جارہی ہے۔لیکن نہیں۔محترمہ!
یہ حطمہ ہے۔ایسا جہنم کہ جس میں جو چیز ڈالو گے وہ ایٹم ایٹم
ہوجائے گی۔یہی نہیں۔ بلکہ اللہ ہمیں بتاتا ہے کہ کون سی قومیں اس
عذاب کی مستحق ٹھہرائی گئیں۔اور کیوں؟ میں نے عرض کیا۔" مادام!
فرمایئے الھمزہ کیا ہوتا ہے" کہنے لگیں" وہ جو تمھارے منہ پر
تمہاری برائی کرے اور لمزہ وہ ہے جو پیٹھ پیچھے برائی کرے۔ مادام
!ٹھیک ہے۔آپ کا شکریہ۔اور ن الذی جمع مالا وعددہ
۔یعنی یہ ھمزہ لمزہ مال جمع کرتے ہیں اور گنتے ہیں کہ بینک بیلنس
میں کتنی بڑھوتری ہوئی۔مزید یہ کہ یحسب ان مالہ اخلدہ
اور پھر گمان کرتے ہیں کہ یہ مال و دولت انہیں زندہ جاوید کردے گا۔
وہ کبھی مریں گے نہیں اور یہ مال و دولت ہمیشہ رہے گا ﴿کلا﴾ یعنی
ہرگز نہیں ۔ ﴿لینبذن فِي الحطمہ﴾ بلکہ وہ توڈال دیئے
جائیں گے حطمہ میں۔ گفتگو یہاں تک پہنچی تو مادام کو پسینے چھوٹ
گئے۔لگی بے چاری بغلیں جھانکنے اور دھڑام سے کرسی پر جاگری۔
تقریر ختم ۔ ایک پیالی چائے کی بمشکل زہر مار کرسکی۔ کیک

اور پیسٹریوں کے ڈھیروں سے اسے کچھ نصیب نہ ہوا۔ ناسازیِ طبع کا بہانہ بنا کر رخصت ہوگئی۔ دوسرے روز ساڑھے نو بجے صبح والٹن کے ہوائی اڈے سے ہوائی جہاز پر بیٹھی۔ کراچی تک جاتی سنی۔ دورہ کینسل۔ بیک ٹو جرمنی۔ مبہوت علماء کرام نے علامہ علاؤ الدین صدیقی صاحب سے استفسار کیا کہ یہ حضرت کون ہیں؟ علامہ صاحب نے فرمایا کہ ان پادریوں کو جانے دو۔ پھر بتاؤں گا۔ پادری حضرات جب چلے گئے تو علامہ صاحب نے فرمایا۔ ''یہ وہ شخص ہے جسے قدرت نے محض اتفاق سے تمہاری قوم میں پیدا کردیا ہے۔ وہ علمی بصیرت اور قرآنی نور جو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے سینے میں تفویض فرمایا ہے۔ اگر تمہاری قوم اس سے استفادہ کرتی تو آج مقامِ بلند پر ہوتی۔ وہ علمی بصیرت اور قرآنی نور جو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے سینے میں تفویض فرمایا ہے۔ اگر تمہاری قوم اس سے لے نہ سکی تو اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت تک معاف نہیں کرے گا۔ پھر ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا۔'' پھر مجھے فرمایا ''برادر نعرۂ جبریل میں سے جو شعر مجھے اگلے روز سنائے تھے۔ ان علماء کرام کو سناؤ''۔ میں نے پانچ سات بند عرض کیے۔ تو علماء کرام پر لرزہ طاری ہوگیا۔ وہاں پاکستان ٹائمز کا نمائندہ بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس آیا اور کہا کہ گزشتہ چھ روز کی

کارروائی تو ہم نے ڈھانک رکھی ہے۔ البتہ آج کی بات لکھ دیں۔ اخبار میں چھپے گی۔ میں نے عرض کیا کہ پندرہ روز کی مہلت مانگتا ہوں۔ مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔ جس طرح قرآنِ حکیم لازوال ہے۔ اسی طرح یہ تفسیر بھی لازوال ہے۔ یورپ کے ایٹم بم سے قرآنِ حکیم کا یہ ایٹم بم کہیں زیادہ قوی ہے۔ ملک کے اہلِ نظر اسے پڑھیں گے۔ میں اسے انشاء اللہ خود آپ کے دفتر میں لکھ کر دے آؤں گا۔ یہ بحث قرآن اینڈ اٹامک ہیل (Quran and Atomic Hell) کے عنوان سے پاکستان ٹائمز میں چھپی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جہاں جہاں بھی بیرونی ممالک میں یہ اخبار پہنچا۔ لوگ کتابوں کی دکانوں کی طرف بھاگے اور قرآنِ حکیم کا انگریزی ترجمہ طلب کیا۔ بے شمار نسخے فروخت ہو گئے۔ وہ لوگ صرف یہ جاننا چاہتے تھے کہ آیا واقعی قرآنِ حکیم ایسی کتاب ہے جس میں ایسی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے پڑھا اور تسلیم کیا۔ یہ ایک واضح حقیقت تھی۔ اظہر من الشّمس حقیقت اور یہ کوئی یکہ وتنہا واقعہ نہیں بلکہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ قرآنِ حکیم ایسے معجزوں سے اٹا پڑا ہے۔ دیکھنے والی آنکھ چاہیئے۔ قرآنِ حکیم ایک لازوال معجزہ ہے۔ جس پر بے شمار مضامین اخبارات اور رسائل میں

لکھ چکا ہوں ۔ کیا مسلمان دستِ تعاون دراز کر کے مجھے اس امانت اور کارِ عظیم سے سبکدوش کر کے میری دعائیں حاصل کرسکیں گے۔ یا میرے ساتھ میرا صندوق (تقریباً چالیس جلدیں) بھی قبر میں مدفون ہوجائے گا۔ یہ اس لئے لکھتا ہوں کہ شائد آپ نہ کہیں کہ ہمیں کسی نے خبر نہیں دی۔ ورنہ.......... البتہ مجھ سے مصلحت کیشی کی توقع عبث ہے ۔حق لکھوں گا ،حق کہوں گا۔خواہ تلخ کیوں نہ ہو۔ چالیس سال کی مسلسل اور بے لوث کاوش اور تلاشِ حق کا ثمرہ حاضر ہے۔کیا آپ اس نیک کام کی اشاعت میں میرا ساتھ دیں گے؟

علامہ محمد یوسف جبریل،

غوثیہ کتب خانہ مین بازارنواب آباد واہ کینٹ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعارف

حضرت علامہ محمد یوسف جبریلؒ 17 فروری 1871ء کو وادی سون سکیسر خوشاب اعوان قبیلہ (الیرال خاندان) میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی اسلام کی محبت ان کے دل میں موجزن تھی۔وہ مسلمانوں کو قرونِ اولیٰ کے مقام پر دیکھنے کے خواہش مند تھے۔انہیں دنیاوی

تعلیم سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اور پرائمری سکول پاس کر کے سکول کو خیر باد کہہ دیا۔ بعد میں فوج میں بھرتی ہو گئے۔ 18 برس کی عمر میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے خواب میں ملاقات ہوئی۔ وانا آپریشن 1935ء میں افغانوں کے خلاف جنگ میں ان کے سینے میں جوشِ ایمانی کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔ اوران کی زندگی کی راہ بدل گئی۔ وانا آپریشن کے بعد فوج نے انہیں عراق بھجوا دیا۔ مگر قدرت وہاں انہیں کسی اور مقصد کے لئے لے کر جا رہی تھی۔ انگریز نے مسلمانوں کو پگڑی اتار کر گورکھا ٹوپی پہننے کا حکم دیا۔ مگر غیرتِ ایمانی نے گوارانہ کیا اور فوج میں بغاوت کردی۔ کورٹ مارشل ہوا اور قید ہو گئے۔ 1942ء میں قید کے دوران مصیب (بغداد) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور حضرت غوث پاکؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی سفارش پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے ایک مشن سونپا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بیعت ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جنگ بتوں کے خلاف تھی اورانہیں آگ میں ڈالا گیا جو گل وگلزار ہو گئی۔ علامہ صاحبؒ کو جدید دور کے جدید بتوں (جن کو بت سمجھا نہیں جاتا) کے خلاف جنگ کا مشن سونپا گیا۔ 1935ء سے لے کر 1962ء تک کا دور تجربات، مطالعے اور تحقیق کا دور رہا۔ لیکن مقصد واضح نہ تھا۔ اسی دوران عراق، ایران، ترکی، فلسطین، سعودی

عرب، کویت، شارجہ، دبئی، مسقط، ملایا، انڈیا اور انڈونیشیا بغرض مطالعہ ومشاہدہ پھرتے رہے۔ دنیا میں پائے جانے والے تمام علوم مثلاً نیوکلر سائنس، فزکس، کیمسٹری، انگریزی ادب، عربی ، فارسی لٹریچر، معاشیات، تہذیب وتمدن وثقافت، حدیث، فقہ، منطق، صرف ونحو، دینی علوم، توریت، زبور، انجیل اورقرآنِ حکیم کا مکمل علم حاصل کیا۔ 1956ء میں پاکستان لوٹ کر وادی سون سکیسر خوشاب میں سیمنٹ فیکٹری لگانے کی ناکام کوشش کی۔لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔1962ء سے لے کر 1982ء تک تصنیف وتالیف میں مصروف رہے اور بے شمار کتب تحریر کیں۔ان کی ریسرچ نمرود کی جلائی ہوئی ملحدانہ آگ تھرموہائیڈروجن بم سے ہوئی۔تھرموہائیڈروجن بم اورجدید دور کی ساری ترقی کی بنیاد صرف لالچ اور ہوس پر رکھی گئی ہے۔چاہے وہ ہوس دولت کی ہے یا مادی طاقت کی۔اس ہوس والے دور کا منطقی انجام یعنی ایٹمی جہنم کا قرآنِ حکیم کی سورۃ الھمزہ میں انکشاف ہوا۔اس لالچ وہوس اور لادینیت کی بنیاد پر بننے والے باطل معاشی نظام مثلاً کیمونزم، سوشلزم، کیپیٹل ازم، جاگیرداری اورسرمایہ داری وغیرہ کا تفصیلاً تقابلی جائزہ پیش کیا۔اوراسلام کے معاشی نظام کے کئی پوشیدہ رازوں کوکھول کر بیان کیا۔اس کے علاوہ دنیا کے مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔اورجدید ترقی کے حوالے سے ان کے موقف کو واضح کیا۔موجودہ دور پر تحقیق وتدقیق کے ان کٹھن چالیس

سال کے بعد جب احادیث میں اس موجودہ دور کی پوزیشن پرغور وخوض کیا تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے جس فتنۂ دجال کے متعلق نشانیاں بیان فرمائی ہیں وہ اس نظام میں موجود ہیں۔تاہم اس بارے میں انہوں نے حتمی بات تحریرنہیں کی کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔تاہم یہ نظام باطل ہے اورانہدام کا متقاضی ہے۔اس مادی باطل دور کا توڑ ایک روحانی انقلاب ہے۔ جس کی بنیاد فقر پر ہوگی۔ 1983ء سے لے کر 2006ء تک کا دوران کی گوشہ نشینی اور خلوت کا دور تھا۔جس کا مقصد فنا فی اللہ ہونا اورقربِ الٰہی تھا۔

وفات 5 جنوری 2006ء بروز جمعرات شام 6 بج کر 35 منٹ پر پی اوایف ہسپتال واہ کینٹ میں ہوئی۔آپ ایک ہفتہ قبل ازموت بیمار رہے۔جسم اورزبان اوردماغ میں خون کی کمزوری پیدا ہوگئی تھی۔خون کی رفتار میں کمی آ گئی تھی۔انہوں نے اپنی اولاد اور پوتوں کو آخری دن خوب خدمت کا موقع فراہم کیا اورڈھیر ساری نصیحتیں اورفرائض کی بجا آوری کے احکامات اورروحانی نظام کو آگے بڑھانے کے لئے ذمہ داریاں سونپیں۔تمام خاندان کو دعاؤں سے نوازااوران کی کمزوریوں کو معاف کیا۔اپنے چھوٹے بیٹے کو جوکہ کینیڈا میں تھے کے متعلق کہا تھا کہ میں ان کو بلاؤں گا اوروہ میرے جنازے میں شریک ہوگا۔وفات سے قبل بہت پرسکون ہوگئے تھے۔

آنکھیں بند کیں اور منہ قبلہ کی طرف کرنے کا اشارہ دیا۔ دوبارہ آنکھ کھولی اور اس آنکھ میں وہ جلال تھا کہ ساری زندگی کبھی ہم نے ان کی آنکھوں میں وہ جلال نہیں دیکھا تھا۔ کلمہ پڑھا اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ دودن میں پی او ایف واہ کینٹ کے ڈاکٹر حضرات نے ان کی بے حد خدمت کی۔ انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح علامہ صاحب ٹھیک ہوجائیں۔ لیکن وہ وقت کے ساتھ ساتھ کمزور ہوتے جارہے تھے۔ ڈاکٹر وسیم الدین صاحب نے بتایا کہ ہم نے بے حد کوشش کی ہے لیکن علامہ صاحب جانبر نہیں ہوسکے۔ وہ بہت دکھ محسوس کررہے تھے۔ اس کے علاوہ ڈیوٹی پر تمام ڈاکٹر حضرات بہت پریشان تھے۔ لیکن علامہ صاحب کی کمزوری بڑھتی جارہی تھی۔ جمعرات کو 6 بج کر 35 منٹ پر دنیا کو داغِ مفارقت دے گئے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ بروز جمعہ بعد نمازِ جمعہ جناب عبدالرحمٰن صاحب اور ملک مختار اعوان صاحب نے ان کو غسل دیا۔ آنکھوں کی پتلیاں مسلسل حرکت میں تھیں۔ زبان اور ہونٹوں پر مسلسل قرآنِ حکیم کی تلاوت تھی اور جسم سے خون رس رہا تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ علامہ صاحب شہید ہیں۔ لہٰذا شہید مرتے نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں۔ ان کے بازو پر سرنج لگائی گئی تھی جس کو انہوں نے خود ہی توڑ دیا تھا۔ غسل کے موقع پر اس میں سے خون رس رہا تھا جو کہ شہید کی نشانی ہے۔ کیونکہ موت کے بعد خون منجمند ہوجاتا ہے اور شہید وہ ہے جسے مرنے سے قبل

زندگی ہی میں اللہ جل جلالہ کا دیدار ہو جائے۔ اور علامہ صاحبؒ کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ پیٹ جو کافی سوج چکا تھا۔ مرنے کے بعد واپس اپنی جگہ پر چلا گیا اور چہرے پر نور کی تجلیاں آنا شروع ہو گئیں۔ کینیڈا سے آنے پر بعض اوقات مہینہ لگ جاتا ہے۔ مگر چھوٹے بیٹے کو اس سلسلے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ ان کا بیان ہے کہ کوئی غیبی طاقت مجھے ٹکٹ لینے اور جہاز میں سیٹ لینے میں جلدی کی طرف مکمل ساتھ دے رہی تھی۔ گویا کہ کسی غیبی طاقت کے کنٹرول میں تھا۔ میں جہاں گیا لوگوں نے خود بخود راستہ دے دیا۔ ان کے پہنچنے تک میت کو رکھنا تھا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد یہ خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں میت خراب نہ ہو جائے۔ رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ پیٹ پھول جاتا ہے مگر علامہ صاحبؒ کی میت کو بہ امرِ مجبوری 52 گھنٹے رکھنا پڑا۔ مگر ان کے چہرے کا نور وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی گیا۔ جناب محمد امین چشتی صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ جنازہ میں تقریباً سینکڑوں آدمی تھے اور کثیر تعداد ابھی تک شکوہ کرتی ہے کہ ہمیں کیوں نہ اطلاع ہوئی۔ علامہ صاحب کا دوسرا جنازہ بروز ہفتہ رات گیارہ بجے کے بعد پڑھا گیا۔ جنازہ جناب سید کبیر حسین شاہ صاحب نے پڑھایا۔ وہ مظفر آباد آزاد کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ اور ایک رشتہ دار کی وساطت سے ملاقات کے لئے حضرت علامہ صاحب کی زندگی کے آخری ایام میں پیغام بھیجا تھا مگر علامہ صاحب نے انکار کر دیا اور کہا کہ ابھی

ہمارے ملنے کا وقت نہیں۔ جب ملنا ہوگا تو میں بلالوں گا۔ عجیب اتفاق ہے کہ وہ حضرت علامہ صاحبؒ کی وفات کے بعد نواب آباد پہنچے اور ہفتہ کے روز جو جنازہ ہونا تھا وہ انہوں نے پڑھایا اور رو پڑے کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ حضرت علامہ محمد یوسف جبریل صاحبؒ سے میری ملاقات ایسے ہونی تھی۔ ملک آباد میں ہی ایک بزرگ خاتون اوران کے بیٹوں نے زمین کا ایک قطعہ حضرت علامہ صاحبؒ کے مزار ملحقہ مسجد اور مدرسے کے لئے وقف کر دیا۔ کچھ فقیروں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چادر میں چھپا رکھا ہوتا ہے اور مرنے کے بعد وہ پردہ ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت علامہ محمد یوسف جبریلؒ کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔ ان کی بے شمار کرامتیں نظر آرہی ہیں۔ جن کی تفصیل یہاں بیان کرنا مشکل ہے تاہم ان کی سوانح حیات ترتیب دی جارہی ہے۔ جس میں تمام دوستوں سے اپیل ہے کہ وہ علامہ صاحبؒ کی زندگی کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں۔ براہِ کرم لکھ کر بمعہ اپنی تصویر اور شناختی کارڈ بھیج دیں تا کہ ان کی سوانح حیات میں لکھا جائے۔ اور کسی کے پاس ان کا کوئی خط یا تحریر موجود ہو۔ یا کوئی فوٹو ہو یا ان سے ملاقات ہوئی ہو تو براہِ کرم اس کو لکھ کر بھیج دیں تا کہ اس کو کتاب میں شامل کیا جا سکے۔

شانِ قرآن

رہروانِ آگہی کا ہم سفر قرآن ہے
معرفت کی منزلوں کا راہبر قرآن ہے
گلشنِ حق و صداقت کی بہارِ بے خزاں
نخلِ توحید و رسالت کا ثمر قرآن ہے
دل کا اطمینان اور آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے
کیفِ دل قرآن ہے نورِ نظر قرآن ہے
ابنِ آدم کے مسائل اس نے حل فرما دیئے
طبعِ انساں سے بخوبی بہرہ ور قرآن ہے
زندگانی کی شبِ تاریک میں ہے ضوفگن
ظلمتِ دارین میں نور سحر قرآن ہے
ہر فسانے میں حقیقت کا بھرا ہے اس نے رنگ
ہر زمانے میں بیاضِ معتبر قرآن ہے
آج اس دم توڑتی انسانیت کے کرب کا
ہے کوئی فیضانؔ چارہ گر اگر ، قرآن ہے

(پروفیسر فیض الرسول فیضانؔ)

علامہ محمد یوسف جبریلؒ کی تصانیف

۱۔ فلسفہ تخلیق کائنات

۲۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا تقابلی جائزہ

۳۔ علوی اعوان قبیلہ مختصر تعارف

۴۔ قدیم وجدید اٹامزم اور سائنس کی مثلث

۵۔ بیکن، دجال، امام مہدی اور اقبالؒ (فتنہ دجال)

۶۔ فقر غیور

۷۔ سوئے منزل (معاشی مسائل کا مکمل حل)

۸۔ ایٹمی جہنم اور قرآن حکیم

۹۔ ایٹمی جہنم بجھانے والا قرآنی فارمولہ

۱۰۔ یہودی مستشرق اینی میری شمل سے مناظرہ

۱۱۔ حطمہ

۱۲۔ اسلامی بم

تقسیم کنندگان

☆ غوثیہ کتب خانہ، مین بازار نواب آباد

☆ سلیمانیہ اسلامک سنٹر مین بازار، نواب آباد

☆ اولڈ بک ماسٹر، سروس روڈ، بستی لالہ رخ

مفت ملنے کا پتہ

محمد اقبال قادری

۱۳۔ انوار چوک، واہ کینٹ